نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفات باری تعالیٰ کے مظہر تھے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹؍فروری ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے جلوے زمان و مکان پر اس کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کا شمار نہیں اور اُنہیں گننا اور حد بست میں لانا کسی زمانہ میں، کسی مکان میں، کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے

ہم بعض تفاصیل مثال کے طور پر بیان کیا کرتے ہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ذکر میں اور بعض بنیادی باتیں، بنیادی اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہوں ہم۔ اِس وقت میں چند بنیادی اوصاف کا ذکر کروں گا۔

جب ہم آپ کے وجود پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ معرفت عطا ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں سے افضل ہیں آپ افضل الرسل ہیں۔ قرآن کریم میں رسالت کے سلسلہ میں تو یہ آیا لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:۲۸۶) ہر رسول پر ایمان لانا ضروری ہے اور رسول رسول میں ایمان لانے کا جہاں تک تعلق ہے کوئی فرق نہیں لیکن یہ بھی فرمایا۔ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بنی اسرائیل:۵۶) زمین وآسمان میں ہر چیز سے سب سے زیادہ واقف اور ہر چیز کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ اللہ ہے جس نے ان جہانوں کو پیدا کیا۔ اُن کی خاصیتوں کو پیدا کیا

اور طاقتوں کو پیدا کیا اور بتدریج اُن کو ارتقائی مدارج میں سے گزارتے ہوئے ہر چیز کو اپنے عروج تک جو پہنچاتا ہے اور اُن کی پرورش کرتا ہے اور ربوبیت کرتا ہے۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (بنی اسرائیل:۵۶) اور یہ اعلم خدا، یہ اعلم رب تمہیں بتاتا ہے کہ بعض نبیوں کو ہم نے بعض دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:-

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء:۱۱۴)

خدا تعالیٰ نے تجھے اپنی صفات کی وہ معرفت عطا کی جو کسی اور کو عطا نہیں ہوئی۔ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور اس طرح بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ فضل خدا تعالیٰ کا تجھ پر ہوا۔ عربی زبان میں عظیم کا لفظ اُس جگہ بولا جاتا ہے جس سے بڑھ کر کوئی اور چیز متصور نہ ہو۔ یہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر جو فضل نازل ہوا، اس کے متعلق عظیم کا لفظ آیا ہے یہ فضیلت جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی۔ اس پر جب ہم غور کرتے ہیں اور اس کا ذہنی تجزیہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے جو باتیں آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہ کہ جو طاقتیں اور قوتیں اور صلاحیتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی تھیں، وہ اس قدر اور اتنی خوبیاں رکھنے والی تھیں کہ اتنی استعدادیں کسی اور کو عطا نہیں کی گئیں یعنی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے آپ ہر دوسرے انسان اور آپ ہر دوسرے رسول سے فضیلت رکھتے تھے۔

دوسری چیز اس سلسلہ میں ہمیں یہ نظر آتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ استعداد دے اور بہت سے انسانوں کو خدا تعالیٰ ایسی استعدادیں عطا کرتا ہے جنہیں انسان خود اپنی غلطیوں اور گناہوں کے نتیجہ میں ضائع کر دیتا ہے تو محض استعداد کا ملنا کافی نہیں کسی کی شان کے اظہار کے لئے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مواقع بہم پہنچائے کہ ان استعدادوں کی صحیح اور سچی اور کامل نشوونما کا امکان ہو۔

اور تیسری چیز یہ کہ پھر نشوونما کی توفیق بھی ملے اُس شخص کو کہ اپنی استعدادوں کی وہ

نشو ونما کر سکے۔

اور چوتھے یہ کہ جب اس کی قوتیں اور استعدادیں کامل نشو ونما حاصل کر لیں تو موقع اور محل پر ان کا پورا اور صحیح استعمال کرنے کی بھی اسے توفیق ملے۔

اس نقطہ نگاہ سے فضیلت ان چار چیزوں کا مطالبہ کرتی ہے تو یہاں یہ اعلان کیا ہے۔ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے صلاحیتیں اور استعدادیں دیں، اس قدر دیں کہ کسی اور انسان کو نہیں دیں اور ان کی نشو ونما کے مواقع بھی پورے کے پورے اور جتنے چاہیئے تھے وہ بہم پہنچائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طاقت بھی دی کہ ان مواقع سے بہترین فائدہ حاصل کریں اور اپنی قوتوں اور استعدادوں کی خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اور اس کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے توفیق پائیں اور پھر جب وہ اپنی استعدادوں اور اُن کی کامل نشو ونما کے بعد اس قابل ہو جائیں کہ ان کامل قوتوں کے جلوے اپنی پوری وسعتوں اور گہرائیوں کے ساتھ اس کائنات پر ظاہر کر سکیں تو وہ موقع اور محل کے مطابق اپنی تمام قوتوں اور استعدادوں کے جلوے اس کائنات پر ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کہ خدا جو اَعْلَمُ ہے اس نے اپنے علم سے علم دیا مثلاً ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں جب ہم آپ کا دوسرے انبیاء سے مقابلہ کریں تو ہمیں ایک ایسا نبی نظر آتا ہے جس پر تنگی کا زمانہ آیا اور تنگی کی زندگی گزارتے وقت جن صلاحیتوں کا مظاہرہ ہونا چاہیئے وہ موقع تو اس کو مل گیا لیکن فراخی اور وسعت کے وقت جن طاقتوں کا، جن صلاحیتوں کا مظاہرہ انسان کرتا ہے وہ موقع ہی ان کو نہیں ملا یا سیاسی لحاظ سے ماتحت ہونے کے لحاظ سے جن صفات کا اظہار ان رسولوں نے کیا، وہ موقع تو مل گیا لیکن بادشاہت ان کو نہیں ملی تو حاکم وقت ہونے کے لحاظ سے جن اعلیٰ خوبیوں کا اظہار کرنے کا موقع مل سکتا ہے کسی ایسے انسان کو جس میں وہ قوتیں اور استعدادیں پائی جائیں کہ جب وہ بادشاہ ہو تو ان کا اظہار کرے تو وہ تو اسی وقت ہوگا نا جب وہ بادشاہ بن جائے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر قسم کے دور آئے اور ہر زمانہ۔ دنیا نے

تکلیفیں پہنچا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کے جلوے دیکھے۔ دنیا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوکا مارنے کی کوشش کر کے جیسا کہ مکہ والوں نے کیا ایک وقت میں انتہائی غربت اور بے کسی کے وقت جن اخلاق حسنہ کے جلوے ایک افضل ترین ایک کامل انسان دکھا سکتا تھا وہ جلوے انہوں نے دیکھے۔ جس وقت آپ ہجرت کر گئے تو خدا تعالیٰ پر ایک کامل توکل رکھنے والا انسان جو انسان کو جلوے دکھا سکتا تھا اس کا سامان رؤسائے مکہ نے اس طرح کیا کہ وہ مٹھی بھر مسلمان جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے اُن پر حملہ آور ہوئے اور وہ بے بس، بے کس پورے پیٹ بھر کے کھانے کو بھی انہیں نہیں ملتا تھا، تن ڈھانکنے کے لئے پورے کپڑے بھی اُن کے پاس نہیں تھے۔ جنگ کرنے کے لئے پورے ہتھیار بھی اُن کے پاس نہیں تھے۔ چلنے کے لئے بہتوں کے پاس جوتیاں بھی نہیں تھیں لیکن اس حالت میں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کی تربیت میں آپ کے صحابہ نے وہ جلوے دکھائے جو اس موقع پر کامل انسان اور کامل انسان کے اسوہ پر چلنے والے لوگ دکھایا کرتے ہیں۔

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر دور میں سے گزارا اور دنیا پر یہ ثابت کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس پہلو سے بھی ہم آپ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ آپ افضل تھے۔ افضل الرسل تھے کیونکہ کسی اور رسول میں وہ خوبیاں ہمیں نظر نہیں آتیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیں نظر آتی ہیں اور کسی رسول نے وہ جلوے اپنی صفات اور استعدادوں کے نوع انسانی پر ظاہر نہیں کئے جو جلوے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صلاحیتوں کے نوع انسانی پر ظاہر کئے جیسا کہ ابھی میں آگے جا کے بتاؤں گا۔

تو پہلی صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ آپ افضل الرسل ہیں اور دوسری صفت آپ کے اندر یہ پائی جاتی ہے جو اُسی صفت وہ جو پہلی صفت کی باتیں میں نے کی ہیں وہ ہی ہمیں اس طرف لے کر جا رہی ہے۔ دوسری صفت ہمیں نظر یہ آتی ہے کہ آپ کامل انسان ہیں یعنی انسان کے اندر جس قدر کامل نشوونما پا کر صلاحیتوں اور استعدادوں کا اظہار ہو سکتا ہے وہ آپ نے کر دیا اور اس کے مقابلہ میں ہر دوسرا انسان اور دوسرے رُسل بھی انسانیت کے قد

کے لحاظ سے، چھوٹے قد والے نظر آتے ہیں۔ کامل انسان جنہوں نے اپنی طاقتوں کو اور اپنی استعدادوں کو ہر جہت سے اور پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگائے رکھا ساری عمر۔ عجیب زندگی ہے آپ کی، کوئی ایک سیکنڈ، کوئی ایک لحہ بھی ہمیں نظر نہیں آتا، آپ کی زندگی کا جس میں ہمیں خدا تعالیٰ کی اطاعت کا پہلو جو ہے وہ نمایاں ہو کر سامنے نہ آئے ہمیں نظر نہ آئے اور اس لئے ہم کہتے ہیں کیونکہ آپ کامل انسان اور آپ کی تمام صلاحیتیں اور طاقتیں خدا تعالیٰ کی اطاعت میں لگی ہوئی تھیں اور آپ کو کامل صلاحیتیں دی گئی تھیں۔ ہم کہتے ہیں آپ صفاتِ باری کے مظہر اتم تھے یہ صفت نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات ہیں ان کے مظہر ہیں اور مظہر اتم ہیں۔

دوسرے انبیاء جو ہیں آپ کے مقابلہ میں پہلی بنیادی چیز افضل الرسل میں نے بتائی ہے آج کے مضمون میں، آج کی اس گفتگو میں، تو افضل الرسل ہیں نا، دوسرے جو ہیں وہ مظہر صفات باری بعض لحاظ سے ہیں ہی نہیں یعنی ساری صفات کے مثلاً خدا تعالیٰ کی بادشاہت ہر دو جہان پر ہے ایسا رسول گزرا ہے آدم کی اولاد میں جس کو بادشاہت کبھی نصیب ہی نہیں ہوئی۔ تو خدا تعالیٰ کی جو بادشاہ ہونے کی صفت ہے اس کا تو مظہر نہیں بن سکا وہ اپنی زندگی میں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل صلاحتیں بھی ملیں اور آپ نے تمام صلاحیتوں کو اپنی تمام طاقتوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا اور چونکہ انسان کو تمام طاقتیں اس لئے ملیں کہ خدا تعالیٰ نے جو انسان کے لئے جو جو بھی جلوے ظاہر کئے ہر دو جہان میں، وہ انسان کی خدمت کے لئے وہ جلوے ظاہر ہوئے ہیں۔

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴)

اور ہر جلوے کے ساتھ، جلوے کی ہر ہر صفت کے ساتھ اور صفت کے ہر جلوے کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مقابلہ میں آپ کے اندر صلاحیت ہے اُس کا ایک مضبوط تعلق ہمیں نظر آتا ہے اس لئے آپ صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں۔ باری تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صفاتِ باری کی معرفت رکھتے ہوں کامل طور پر یعنی اگر آپ کو علم اور معرفت نہ ہو صفات باری کی تو آپ اُن صفات کے مطابق زندگی نہیں

گزار سکتے، اطاعت نہیں کر سکتے اپنے اخلاق پر اُن کا رنگ نہیں چڑھا سکتے۔ تو جب ہم کہتے ہیں مظہر اتم ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت آتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ایک انسان ہیں عظیم انسان کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کی صفات کی کامل معرفت حاصل تھی اور اس کامل معرفت کی وجہ سے آپ کے تمام اعمال جو تھے، وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوؤں کے نیچے آجاتے تھے کیونکہ سب اعمال صالحہ کا محرک معرفتِ صفاتِ باری ہے یہ ایک بنیادی حقیقت ہے جسے بھولنا نہیں چاہیئے کہ جو معرفت ہے، وہی اعمال صالحہ کا محرّک ہوتی ہے چونکہ آپ تمام صفاتِ باری کی معرفت رکھتے تھے اس واسطے ہر قسم کے اعمالِ صالحہ خدا کی رضا کے لئے بجا لانے کا موقع بھی تھا اور آپ بجا لاتے بھی تھے اور ابتدا اس کی خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت سے ہے یعنی انسان اپنے زور سے ایسا نہیں کرسکتا اور چونکہ آپ صفاتِ باری کے مظہر اتم تھے اس لئے قرآن کریم نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے:-

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ

(الزمر:۵۴)

یہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان نہیں کیا گیا کہ قُلۡ یٰعِبَادَاللّٰہ کہ اے اللہ کے بندو، بلکہ خدا تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ یہ اعلان کرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اے میرے غلامو۔ کہدے اے میرے غلامو اور یہ اس لئے کہا گیا جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفسیر میں ہمیں بتایا ہے کہ یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت ہر انسان کو دیوے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور آپ کی بعثت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے یہ آیت قرآن کریم میں نازل کر کے ہر انسان کو بشارت دی بے شمار بشارتیں دی ہیں۔ دراصل یہاں بے انتہا رحمتوں کی یہ بشارت دی ہے اور شکستہ دلوں کو تسکین بخشنے کے سامان پیدا کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہاں یہ فرماتا ہے کہ دیکھو جو میرے ہو جاتے ہیں میری رحمتیں کس قدر اُن پر نازل ہوتی ہیں۔ حضرت محمد کو دیکھو صلی اللہ علیہ وسلم۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لحظہ میری اطاعت میں خرچ کیا تو میں نے اس طرح اُن کو نوازا کہ وہ میری صفات کے مظہر بن گئے مظہر اتم بن گئے اور تمہارے لئے ایک نمونہ بن

گئے قُلۡ یٰعِبَادِیَ میں یہ حکمت تھی کہ یہ اعلان کیا جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نوعِ انسانی کے لئے خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے اور بندوں کو یہ بتایا کہ دیکھو میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعاماتِ خاصّہ سے مشرف کرتا ہوں۔ دوسری جگہ فرمایا:-

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (اٰل عمران:۳۲)

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو اور اُس کے پیار کو بھی اور اس کی رضا کو بھی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اُن کو کہہ دے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میری اطاعت کرو خدا تم سے پیار کرے گا۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کمال اتباع، یہاں ہے نا اِتَّبِعُوۡنِیۡ۔ اتباع کا کمال جو ہے وہ اطاعتِ تامّہ کو مستلزم ہے یعنی کامل اتباع جو ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کامل اطاعت۔ اور کامل اطاعت جو ہے وہ اس کے اندر مفہوم آتا ہے عبد کا اور غلام کا، تو یہاں بھی یہی کہا گیا کہ میرے غلام بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ تم سے پیار کرنے لگ جائے گا اور بتایا دنیا کو یہ کہ دیکھو جو میرا ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بتایا گیا۔

”جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو“ (تذکرہ: صفحہ ۳۹۰)

تو نمونہ ایک سامنے پیش کر دیا ہمارے کہ دیکھو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی طاقتوں کے اور استعدادوں کے مالک تھے مگر ایک طاقت اور استعداد بھی دنیا کے لئے خرچ نہیں کی بلکہ ہر قوت اور طاقت اور استعداد اور صلاحیت میری رضا کے حصول کے لئے آپ نے استعمال کی اور میرے پیار کو پالیا اور اتنے بلند مقام کو پالیا کہ آپ افضل الرسل بن گئے۔ رہتی دنیا تک ایک اسوۂ حسنہ بنا دیئے گئے اور لوگوں کو کہا کہ تمہیں ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک نمونہ تمہارے سامنے ہے۔ ایک واقعہ ہو چکا کہ خدا پیار کرتا ہے اور بڑا ہی پیار کرتا ہے اور اس انسان کو دیکھو۔ اس کی زندگی کو دیکھو، اس کی زندگی کے حالات کو دیکھو اور گھبراؤ نہیں، تسلی پکڑو، غلطیاں کرتے ہو معافی مانگو، استغفار کرو، توبہ کرو، خدا کی طرف واپس لوٹو، خدا کی رضا کے لئے نیکیاں کرو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو، اپنے اپنے دائرۂ استعداد کے اندر تمہیں بھی بے شمار بے حد و بست نعماءِ باری مل جائیں گی۔

تیسری صفت بنیادی طور پر آپ کی یہ ہے یہ اُسی کا آگے نتیجہ نکلتا ہے جو ابھی میں نے

بات ختم کی کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ رحمۃ للعالمین میں جس رحمت کا ذکر ہے اس کا صرف انسانوں سے تعلق نہیں بلکہ عالمین سے تعلق ہے ہر دو جہان سے تعلق ہے اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں کیونکہ آپ صفات باری کے مظہر اتم ہیں کیونکہ یہ میں نے جو صفات آگے پیچھے رکھی ہیں ان کا آپس میں جوڑ ذہنی طور پر ملتا چلا جاتا ہے چونکہ آپ صفات باری کے مظہر اتم ہیں اس لئے آپ رحمۃ للعالمین ہیں چونکہ صفات باری کی جو بنیادی حقیقت خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کی ہے وہ ہے۔ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: ۱۵۷) کہ خدا نے یہ اعلان کیا کہ میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے یہاں یہ اعلان کیا کہ میری بے شمار صفات کے غیر محدود جلوے جو ہیں جن کا تعلق اس کائنات کے ساتھ ہے، ان ساری صفات اور ان جلووں کا مظہر ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ چونکہ آپ مظہر اتم ہیں اس واسطے آپ کی رحمت جو ہے وہ بھی رحمۃ للعالمین کی شکل میں ہے یعنی وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ہے۔

کئی دفعہ میں نے مختصراً اس طرف دوستوں کو توجہ دلائی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے دنیا کی، اس کائنات کی ہر چیز کے حقوق قائم کر کے ان کی حفاظت کے سامان کئے ہیں کسی اور جگہ ہمیں حسن کا یہ عظیم جلوہ نظر نہیں آتا۔

چوتھی صفت جو ہمیں عظیم صفت جو کامل شکل میں ہمیں آپ کے وجود میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کے لئے یعنی عالمین کے لئے تو رحمۃ للعالمین تھے۔ انسانوں کے لئے ہادیٔ کامل ہیں۔ اس قدر کامل اور مکمل شریعت لے کے آئے نوع انسانی کی طرف کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دنگ رہ جاتی ہے اُن کی عقل جو آج چودہ سو سال بعد انسانی مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت میں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور صحیح اور حسین حل وہیں پاتے ہیں دنیا میں کسی اور جگہ نہیں پاتے اور علی وجہ البصیرت میرے جیسا انسان یہ اعلان کر سکتا ہے کہ واقع میں آپ ہادی کامل ہیں کہ آج چودہ سو سال بعد جو انسان کو مسائل درپیش ہیں اُن کے حل کے لئے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کے نیچے آنا پڑتا ہے اور دوسرے بہت سے بلکہ سارے ہی انبیاء کے مقابل پر اس ہادی کامل

ہونے کا ایک پہلو میں بیان کر دیتا ہوں ہر صفت جو ہے اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہر پہلو کی طرف نہیں جایا جاسکتا۔ مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ کامل شریعت لائے، یہ پتہ لگتا ہے اس بات سے کہ درخت انسانیت کی ہر شاخ کی پوری پرورش کرنے والی یہ ہدایت ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ سختی کے مقابلے میں سختی کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا سختی کے مقابلے میں ہمیشہ نرمی کرو۔ جو انتقام کی صفت خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہے اُس کا استعمال تو کیا لیکن غلط استعمال کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔ اور جو عفو کی صفت انسان میں خدا تعالیٰ نے رکھی ہے اس کا استعمال تو کیا لیکن غلط استعمال کیا حضرت مسیح علیہ السلام نے۔ اُن کے اپنے حالات تھے انسان ترقی یافتہ نہ تھا بہت ساری باتیں ملتی ہیں ہمیں اُن کو بری الذمہ قرار دینا پڑتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت میں کامل نہیں تھے قرآن عظیم کے مقابلہ میں اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت قرآن عظیم کے مقابلہ میں ایک کامل شریعت نہیں تھی۔ وہ تو شریعت تھی ہی نہیں اُن کی لیکن جو اُن کی ہدایتیں تھیں جو انہوں نے دراصل یوں مجھے کہنا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ ترمیمیں کیں موسوی شریعت میں، وہ بھی کامل نہیں تھیں۔ اب انہوں نے اعلان تو یہی کیا تھا کہ میں موسوی شریعت کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں لیکن زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ان انبیاء کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ بعض جو باتیں تھیں مثلاً امت موسویہ میں موسیٰ کی شریعت میں جو بعض باتیں تھیں اس میں وہ ترمیم کر جاتے تھے بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے لیکن قرآن کریم نے کہا کہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوریٰ:۴۱) کہ برائی کا بدلہ اس سے اتنی ہی برائی ہوسکتا ہے۔ انتقام بدلہ جو ہے جتنا وہ ہے اس سے زیادہ نہیں فَمَنْ عَفَا اگر کوئی معاف کر دے وَاَصْلَحَ اور معاف کرنے میں اصلاح مدنظر ہو اور اصلاح متوقع ہو وہ شخص اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں نے اس کو معاف کر دیا تو اس کی اصلاح ہو جائے گی تو وہ معاف کر دے فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اس کو کیا گھاٹا ہے اللہ تعالیٰ اجر دے دے گا اس کو۔ اسلام نے یہ کہا کہ جو گناہ کرنے والا، ظلم کرنے والا ہے۔ اصل مقصود اس کی اصلاح ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے بیان کے مطابق اپنا

انتقام لینا اصل مقصود نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اپنی بڑائی ظاہر کرنا۔ میں بڑا عفو کرتا ہوں، یہ مقصود نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ تمہارا بھائی گناہگار ہوا۔ خدا سے دور جا رہا ہے اس کے گناہ کی معافی ملے اور معافی کوئی میں اور آپ تو نہیں دے سکتے کسی اور کے گناہ کی، وہ خود تائب ہو اپنی اصلاح کرے اور خدا کی طرف واپس آئے۔ اصل مقصود یہ ہے اس واسطے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اتنا حصہ موسوی شریعت نے لے لیا تھا فَمَنْ عَفَا اتنا حصہ عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان میں جو ترمیم کی انہوں نے اُس میں آ گیا لیکن قرآن عظیم نے کامل ہدایت جو تھی اس نے کہا جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ:۴۱)

کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ عفو سے معاف کر دینے سے اصلاح ہوتی ہے وہ معاف کر دے جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ معاف کر دینے سے اصلاح نہیں ہوتی وہ بدلہ لے لیکن بدلے میں زیادتی نہ کرے اُس پر جتنا ظلم ہوا ہے اتنا ہی بدلہ ہو اس سے زیادہ نہ ہو۔

تو میں بتا یہ رہا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل ہدایت اور شریعت، درختِ انسانیت کی ہر شاخ کی پوری پرورش کرنے والی ہے۔ پہلی ہدایتیں اور شریعتیں ہر درختِ انسانیت کی ہر شاخ کی پرورش کرنے والی نہیں۔ جن شاخوں کی پرورش کرتی ہیں اُن کی بھی پوری پرورش کرنے والی نہیں ہیں۔

پانچویں صفت جو جس کی طرف پہلے بھی اشارہ آیا وہ یہ کہ آپ کامل اُسوہ ہیں۔ پہلے آپ کے صرف ایک حصہ کے متعلق آیا تھا۔ زندگی کے ہر موڑ پہ اور ہر ضرورت کے وقت انسان فیصلہ کرتا ہے کہ میں کیا کروں کیا نہ کروں۔ اس کے لئے ہمیں کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں اپنے کسی مسئلہ کا فیصلہ درپیش ہے۔ تمہارے تعلقات ہیں باہمی دوسروں سے۔ ہزار چیزیں ہیں جو ہماری زندگی میں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ تم نے فیصلہ کرنا ہے کہ میں کیا کُروں، کیا نہ کروں۔ ہمیں کہا گیا ہے کہ اگر تو تمہاری نیت یہ ہو کہ تم نے وہ فیصلہ کرنا ہے جس سے اللہ راضی ہو تو ہم تمہیں بتاتے ہیں تو پھر وہ فیصلہ کرنا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ (الاحزاب:۲۲)

تو پانچویں صفت آپ کی یہ ہے کہ آپ بنی نوع انسان کے لئے رہتی دنیا تک کامل اسوہ ہیں اور چھٹی صفت آپ کی زندگی میں پائی جاتی ہے اور بڑی پیاری ہے اور وہ یہ کہ آپ کی دعاؤں میں بڑی گہرائی اور انتہائی وسعت ہمیں نظر آتی ہے۔ باریکیوں میں گئی ہیں آپ کی دعائیں کوئی پہلو نہیں چھوڑا اور وسعتیں اتنی کہ آج چودہ سو سال کے بعد بھی ہم جو حساس دل اور نورِ فراست رکھنے والے ہیں یہ محسوس کرتے ہیں اپنی زندگی میں کہ ہماری زندگی بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی وجہ سے یہ زندگی ہے جو ہم گزار رہے ہیں مثلاً میں ایک مثال دیتا ہوں مشکل ہے سمجھنا بغیر مثال کے، آپ احمدی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے، آپ آج یہ زندگی اس لئے گزار رہے ہیں کہ اسلام دنیا میں غالب آئے۔ اس زمانہ میں اسلام کے دنیا میں غالب آنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں کی تھیں۔ تو جو عظیم انقلاب دنیا میں چودہ سو سال بعد آنے والا تھا اس کے لئے بھی دعائیں کی تھیں اور اس نے اپنے اُس جرنیل کو، اس روحانی فرزند کو، جس نے یہ مہم چلانی تھی اس زمانہ میں دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے، کہا تھا میرا سلام اُسے پہنچا دینا۔ سلام کیا ہے دعا ہی ہے نا۔ محض دعا نہیں کی بلکہ دعا کا اعلان بھی کیا۔ صحابہؓ کو کہا کہ میں اس کے لئے دعائیں کر رہا ہوں۔

تو چھٹی صفت آپ میں آپ کی زندگی میں ہمیں آپ کا وصف یہ نظر آتا ہے کہ آپ کی دعاؤں میں مَیں نے بتایا کہ زیادہ تفصیل میں مَیں نہیں جاسکتا ورنہ ہر جو عنوان ہے اُس کے اُوپر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے لکھا جاسکتا ہے۔ گہرائی بڑی ہے اور وسعت زمانہ کے لحاظ سے بھی اور مکان کے لحاظ سے بھی یعنی ساری زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ مکان کے لحاظ سے آپ کی دعاؤں نے اور قیامت تک کے زمانہ کے لئے دعائیں کی ہیں آپ نے۔

اور چھٹا وصف آپ کی زندگی میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ انسان سے اتنا پیار کرنے والا انسان۔ آج کی مہذب دنیا اس نے نمائش کی ہے کچھ Show ہے اس کا، کچھ رعب ڈالا ہوا ہے بہت سے دلوں کے اوپر۔ مگر یہ پیار ہی نہیں کرنا جانتے لیکن ہم نے تو

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنا ہے۔مَیں نے کئی دفعہ اپنے دوروں پر امریکنوں اور یورپین سے کہا کہ کب وقت آئے گا جب انسان، انسان سے پیار کرنا سیکھے گا۔ہمیں تو سکھا دیا سکھانے والے نے، ہمارے استاد نے، ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ کسی انسان سے دشمنی نہیں کرنی بدخواہی نہیں چاہنی اس کی بلکہ اس کی خیر خواہی کرو۔تمہیں اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰل عمران:۱۱۱) لوگوں کی بھلائی کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

۱۹۷۴ء میں جماعت بڑی تکلیف میں تھی۔اس وقت مجھے زیادہ فکر اپنے گرم خون والے نوجوانوں کی تھی کہ ان سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔مَیں نے بڑی دعائیں کیں۔کئی مہینے تو کہہ سکتا ہوں کہ سویا ہی نہیں۔نہ سونے کے برابر سویا ہوں۔دعاؤں میں وقت گزارا ہے۔نصیحتیں کی ہیں۔بلایا ہے پیار کیا ہے۔جن کو دکھ پہنچائے گئے تھے ان سے ہمدردی کی ہے۔ان کے دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے ایک نقطہ اُن کے سامنے میں نے رکھا ہے کہ تم کسی کے دشمن نہیں ہو، دشمنی کا خیال بھی نہ لانا دل میں۔میں نے کہا یہ نہیں کہ بدی کا بدی سے مقابلہ نہیں کرنا بلکہ دل میں بھی غصہ نہیں کرنا۔دعائیں کرنی ہیں ان کے لئے جو تمہیں دکھ دینے والے ہیں۔اس کے بغیر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کا صحیح دعویٰ نہیں کر سکتے۔ہمارا دعویٰ اگر ہے تو وہ غلط ہو جائے گا۔ظالموں نے تیرہ سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں پر مکہ میں کتنے ظلم ڈھائے تھے اور جب خدا تعالیٰ نے اپنے قادرانہ تصرف سے ان کی گردنوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھکا دیا تلوار بھی میان سے نہیں نکلی لیکن ان کی گردنیں جھک گئیں الٰہی تصرف سے۔اس وقت تیرہ سالہ انتہائی مظالم کا جو بدلہ لیا وہ یہ تھا جاؤ میں نے تم سب کو معاف کیا۔خدا تمہیں معاف کرے۔لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔(ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۹۴)

تو لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ قرآن کریم میں آیا ہے۔ایک تپش ہے، ایک جلن ہے، ایک فکر ہے، ایک پریشانی ہے، اپنے لئے نہیں، یہ کہ یہ لوگ جن کی ہدایت، جن کی بھلائی جن کی خیر خواہی کے لئے، جن پر خدا تعالیٰ نعمتیں نازل کرنا چاہتا ہے اپنی یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۴) یہ بخع کی حالت

ہے۔ یہ صفت اتنی عظیم رنگ میں کہیں اور ہمیں نظر نہیں آتی۔ کسی رسول میں بھی نظر نہیں آتی۔

اور یہ جو ہے کہ ہر ایک کی خیر خواہی آپ کے دل میں تھی اس کا عملی جلوہ ہمیں یہ نظر آتا ہے اور وہ آپ کا آٹھواں وصف ہے یا صفت ہے یا مقام ہے کہ آپ ایک زندہ نبی تھے۔ دنیا میں حیاتِ جاودانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے فیوض جو ہیں ان سے پہلوں نے بھی حصہ لیا یعنی آپ کی بعثت سے بھی پہلے اور اس کا اعلان کیا گیا کہ آدم کے وجود سے بھی پہلے جب مٹی نے آدم کا وجود بنایا اس سے بھی پہلے میں خاتم النبیین تھا۔ کہا گیا کہ یہ جو اچھی باتیں، نیکی کی باتیں، اخلاق کی باتیں، ان غیر ترقی یافتہ اذہان کے لئے مجھ سے پہلی شریعتیں لائی تھیں وہ بھی میری کامل شریعت کا ہی ایک حصہ تھا۔ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (ال عمران:۲۴) تو یہ زندگی ایک زندہ نبی کی ہے جو زندگی آدم کی پیدائش سے پہلے شروع ہوئی اور آدم کی نسل پر قیامت جب آئے اس وقت تک یہ جاری رہے گی۔ آپ کے فیوض کے جلوے ہر خوش قسمت انسان اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی زندگیوں میں دیکھتا ہے اور آپ کے فیض سے ہی دنیا میں اب تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ آپ کے فیض سے ہی قرآن کریم کے بطون جن کا تعلق اِس زمانہ سے تھا وہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ آپ ہی کا فیضِ روحانی ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جن کی زبانوں میں خدا تعالیٰ اثر پیدا کرتا اور دنیا کے دل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس ذریعہ سے جیتے جا رہے ہیں۔ خدا اس زندہ نبی پر بے شمار بے حد صلوٰۃ اور سلام بھیجے اور سلام نازل کرے۔ (سلام ہم بھیجتے ہیں نازل وہ کرتا ہے) اور دراصل درود و سلام کے مستحق وہی ہیں صحیح معنے میں باقی تو ہر انسان پہلا تھا یا بعد کا اور ہر بزرگ روحانی انسان جو پہلا تھا یا بعد کا اس نے اس کے پاس جو کچھ بھی ہے یا جو کچھ بھی آئندہ کسی کو ملے وہ طفیلی ہوگا۔ اپنی ذاتی حیثیت سے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پیار کرنا چاہیئے اور آپ کی ہی اطاعت کرنی چاہیئے اور آپ کی غلامی پر ہی فخر کرنا چاہیئے اور آپ کی دعاؤں سے اپنا حصہ لینے کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ دعائیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئے کیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کا وارث بنائے اور ہماری غلطیوں کے نتیجہ میں

کہیں ہم ان دعاؤں کے نیک اثرات سے محروم نہ ہو جائیں اور آپ کے فیوض سے ہمیں وافر حصہ ملے اور ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجِ روحانی کے سچے خادم بنائے اور سپاہی بنائے روحانی فوج کے۔ دوسری فوجوں سے تو ہمارا کوئی تعلق نہیں اور خدا کرے کہ جیسا کہ کہا گیا اور بشارتیں دی گئیں جلد وہ زمانہ آئے کہ نوع انسانی اپنی ظلمات سے نکل کر باہر آئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ٹھنڈے سایہ تلے اپنی زندگی کے دن گزارنے لگے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

۞۞۞